اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ ؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ ؎

نمبر ۱۲۰ | ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۸ اپریل ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

منٹگمری میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے اعزاز میں دعوت ۔ ضلع گوجرانوالہ کا احمدی ڈسٹرکٹ ۔ صفحہ ۲
اجودھیا کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے ہولناک مظالم ۔ صفحہ ۳
مسلمانانِ کشمیر ہوشیار رہو ۔ صفحہ ۴
خطبہ جمعہ (انسانی قبض اور بسط کی حالت) ۔ صفحہ ۵
مالابار میں تبلیغ اسلام ۔ صفحہ ۷
مدرسہ احمدیہ میں طلبا کا دارالکلام ۔ انجمن اہلحدیث لائل پور کا مباحثہ ۔ صفحہ ۸
میونسپل کونسل کا الکشن ۔ پنجاب میں ۔ تعلیم ۔ صفحہ ۹
دیتیں ملفوظ ۔ خبریں ۔ صفحہ ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۷۔ اپریل صبح بذریعہ موٹر لائل پور کے لئے روانہ ہوئے۔ اور بھی بہت سے اصحاب گئے۔ اس وجہ سے مرکزی دفاتر اور مدارس میں ۹ر اپریل تک چھٹیاں کر دی گئیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین کو تاحال پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۴ر اپریل ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول کا رخصتانہ ہوا۔ بابو محمد امیر صاحب نے اس تقریب پر بعض اصحاب کو مدعو کر کے ان کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بوجہ ناسازیٔ طبع تشریف نہ لا سکے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج میں انبیاء کو دیکھنا

فرمایا۔ "معراج میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کو مختلف آسمانوں پر دیکھا ہے حقیقت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے نبیوں کا سلسلہ زمانی طور پر بنایا ہے۔ سب سے اوپر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ابو الانبیاء تھے۔ دکھایا ہے۔ اور دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ چونکہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا زمانہ مشترک تھا۔ اس لئے ان کو اکٹھے بٹھایا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے درجہ پر تھے۔ اس لئے دوسرے آسمان پر انکو دکھایا۔ اور آدم کو پہلے آسمان پر دکھایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدم تھے۔ اسی لئے آپکو پہلے آسمان پر دکھایا گیا۔"

(الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء)

منٹگمری میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے اعزاز میں دعوت

چوہدری صاحب موصوف کی تبلیغی تقریر

چند دن ہوئے۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب منٹگمری تشریف لے گئے۔ جماعت احمدیہ منٹگمری کے معزز ارکان چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج۔ شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج۔ اور چوہدری محمد شریف صاحب وکیل نے جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے اعزاز میں دعوتِ چائے دی جس میں ہندو و شرفاء کو مدعو کیا۔ اس دعوت کا ذکر کرتا ہوا ایک ہندو اخبار "ہمدرد" منٹگمری لکھتا ہے:-

"انتظام خورد و نوش و مہمان نوازی نہایت قابل تعریف تھا۔ اور اس پر ہندو حضرات کا اس خندہ پیشانی سے کام لینا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ہمارے ہندی بھائی اب اتحاد کے خواہاں ہیں بہر حال یہ اجتماع فی الواقعہ خراجِ تحسین حاصل کر رہا تھا۔ زیادہ قابلِ ذکر بات یہ ہے۔ کہ پارٹی کے اختتام پر چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے کھڑے ہو کر ایک مختصر مگر پُر معنی تقریر کی جس کا لبِ لباب یہ تھا۔ کہ احمدیت کسی کے مذہبی اصولوں میں رخنہ اندازی کا نام نہیں۔ بلکہ اس مذہب کا اصول یہ ہے۔ کہ خدا کی وحدانیت کو مانتے ہوئے اس امر کا بھی اعتراف کیا جائے کہ انقلابِ زمانہ کے ساتھ ساتھ خدا اپنے نبی بھیجتا ہے۔ جو خدائے حقیقی کی پہچان بتا کر اُس کا قرب حاصل کرنے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اس طریق سے ہمارا فرقہ اس نتیجہ پر پہونچا ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد نبی تھے۔ اور چونکہ اُن کا مذہب وحدانیت خالق اور اتحادِ قوم کے لئے ہے۔ اس لئے انہیں مان لینا چاہیئے۔
لیکچر نہایت مدلل اور معقول تھا جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے اس کے خاتمہ پر تحسین و تشکر کے کلمات کہے گئے"۔

ضلع گوجرانوالہ کا احمدی ڈپٹی کمشنر

یہ خبر نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی۔ کہ جناب ملک صاحب خان صاحب نُون احمدی گوجرانوالہ کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔ ہم اس عزت افزائی پر جناب ملک صاحب موصوف کی خدمت میں ہدیۂ مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی رونق افروزی

ایازوں میں۔ مقامِ فخر ہے۔ محمود بیٹھے ہیں
نظیرِ حُسن و احساں۔ مُصلح موعُود بیٹھے ہیں
حسنؔ بحرِ تفکر میں۔ تری غوطہ زنی کیسی
کہ جب سطحِ زمیں پر ہی دُرِ مقصُود بیٹھے ہیں

حسنؔ۔ رہتاسی

مصیبت زدگانِ زلزلہ اور جماعت احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ زلزلۂ بہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو انذاری پیشگوئی پُوری ہُوئی ہے۔ اس کے متعلق تمام جماعت احمدیہ کو خاص طور پر خدا تعالےٰ کا شکر کرنا چاہیئے۔ جس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ مصیبت زدہ مسکینوں اور محتاجوں کی حسبِ مقدور امداد کی جائے۔ تاکہ مصیبت کے ہلکا ہونے پر وہ خدا تعالےٰ کی طرف رجُوع کر سکیں۔ جس طرح آرام و آسائش اور مال و دولت کی کثرت اکثر انسانوں کو خدا تعالےٰ سے غافل کر دیتی ہے۔ اور ان چیزوں کا زوال فطری سعادت رکھنے والوں کی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ اسی طرح انتہا درجہ کی مصیبت بھی مصیبت زدہ لوگوں کے ہوش و حواس پراگندہ کر کے انہیں عاقبت بینی سے لاپرواہ کر دیتی ہے۔ اور اس مصیبت میں افاقہ ہونے پر سعادت مند خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں:۔

ان حالات میں نہایت ضروری ہے۔ کہ جماعت احمدیہ زلزلہ زدہ لوگوں کی جس قدر امداد کر سکے۔ کرے اور کوئی احمدی اس کارِ ثواب میں شریک ہونے سے محروم نہ رہے:۔

مسلمانانِ کشمیر کیلئے ایک نئی جدوجہد

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مسلمانانِ کشمیر کے مفاد کے سلسلہ میں ۳ اپریل ۱۹۳۴ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے ایک وفد کے ہمراہ ۴ کو واپس آئے۔ اور پھر وفد سمیت جموں روانہ ہو گئے:۔

حضرت مسیح موعود کے الہامات اور کشوف

دفترِ تالیف و تصنیف کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و کشوف یکجائی طور پر جمع کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ اور عاجز کو مقرر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے۔ بعض الہامات یا کشوف ایسے ہوں۔ جو ابھی تک تحریر میں نہ آئے ہوں۔ اس لئے ایسے احباب کی خدمت میں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی ایسا الہام یاد ہو۔ درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ براہ نوازش جلد از جلد ایسے الہامات یا کشوف خوشخط لکھ کر حضرت مولانا شیر علی صاحب ناظر تالیف و تصنیف کی خدمت میں ارسال فرمائیں۔ اس کام میں تاخیر ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ احباب کو اس بات کی تحقیق کی قطعاً ضرورت نہیں۔ کہ وہ الہام یا کشف جس کا انہیں علم ہے۔ کسی کتاب یا اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ یا نہیں۔ یہ ہم خود تحقیق کر لیں گے۔ احباب صرف اس امر کو مدِ نظر رکھیں۔ کہ جو الہام معلوم ہو۔ اور ان کے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تصنیف یا سلسلہ کے اخبارات "الحکم" اور "بدر" میں شائع نہیں ہوا۔ وہ خوشخط لکھ کر ارسال فرمائیں۔ ایسے الہامات و کشوف کے ساتھ یہ تحریر فرمانا بہتر ہوگا۔ کہ وہ فلاں موقعہ پر فلاں فلاں اشخاص کے سامنے حضُور نے سنایا۔ اور اگر شاہدوں میں سے کوئی صاحب آپ کے گاؤں یا شہر کے ہوں۔ تو ان کی شہادت بھی ارسال فرمائیں۔ لیکن اگر کسی اور گاؤں یا شہر کے ہوں۔ تو صرف ان کے اسماء لکھنا کافی ہو گا۔ ہم خود ان سے دریافت کر لیں گے۔ لیکن اگر گواہوں کے نام نہ بھی یاد ہوں۔ اور صرف الہام یا کشف کے الفاظ یاد ہوں۔ تو صرف الفاظ ہی تحریر فرمائیں۔ ممکن ہے دریافت کرنے سے کئی دوستوں کو وہ الہام یا کشف یاد آجائے۔ اور اس طرح سے کلام اللہ کا ایک فقرہ جو بالکل قرینِ قیاس ہے۔ کسی عظیم الشان نشان پر مشتمل ہو۔ قبل از ظہور محفوظ ہو کر خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایک بیّن گواہ ثابت ہو۔ خاکسار عبد القادر (مولوی فاضل)

سندھی ٹریکٹ

"آہ نادر شاہ کہاں گیا" والی پیش گوئی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اردو مضمون کا ترجمہ سندھی زبان میں شائع کر دیا ہے۔ کاغذ اور چھپائی نہایت عمدہ ہے۔ یہ مضمون ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے قیمت تین پیسہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

اجودھیا کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے ہولناک مظالم

قربانی کے مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے باعث

ہندوستان کی بدقسمتی

سیاسی لحاظ سے ہندوستان کی بدقسمتی میں کیا شک ہوسکتا ہے جس کی غیرمسلم اکثریت کا مسلمانوں کو کسی رنگ میں کوئی رعایت دینا تو الگ رہا۔ ان کے جائز حقوق کو بھی غصب کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ اور نہ صرف سیاسی تمدنی۔ اور معاشرتی لحاظ سے ان کے گلے میں اپنی غلامی کا طوق ڈالے رکھنا چاہتی ہے۔ بلکہ انہیں مذہبی فرائض کی ادائیگی سے بھی بجبر روکنا۔ اور طرح طرح کے مظالم کا شکار بنانا اپنا دائمی حق قرار دیتی ہے

مسلمانوں پر ہندوؤں کا ظلم

ہندوستان میں ہندوؤں کی مہربانی سے جنہیں اکثریت حاصل ہے یہ صورت حالات ہر زمانہ میں ہی قابل شرم اور لائق مذمت تھی۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ اب جبکہ ان کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تمام اقلیتیں اور خاص کر مسلمان بلاکسی شرط کے ہندوؤں کے ساتھ مل کر ہندوستان میں سوراجیہ یعنی ہندوؤں کی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ اس وقت بھی مسلمانوں کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کے باعث ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا۔ اور بے دریغ ان کا خون بہایا جاتا ہے۔

تازہ مظالم

اس کے ثبوت میں وہ تازہ مظالم پیش کئے جاسکتے ہیں جو حال ہی میں عید اضحیٰ کے موقع پر کئی ایک مقامات میں ہندوؤں نے اپنی کثرت اور طاقت کی وجہ سے مسلمانوں پر کئے۔

ضلع بھاگل پور کے ایک مقام میں عید اضحیٰ کے موقع پر جب مسلمان ایک گائے کو ذبح کرنے کے لئے لے جارہے تھے۔ تو ہندوؤں نے ان پر حملہ کرکے کئی ایک آدمیوں کو زخمی کردیا۔ اگر پولیس فوراً موقعہ پر نہ آجاتی۔ تو بہت زیادہ خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی۔ اسی طرح بستی کے علاقہ میں ایک مسلمان پر اس وقت حملہ کرکے اسے سخت زخمی کردیا گیا۔ جبکہ وہ گائے کی قربانی کر رہا تھا۔ اس پر فساد شروع ہوگیا۔ اور پولیس نے کئی ایک فسادیوں کو گرفتار کرلیا۔ اسی قسم کے ہنگاموں کی خبریں کنالور۔ جبیند۔ اور اجودھیا کے متعلق بھی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان سے جہاں عام ہندوؤں کی سینہ زوری اور مسلم آزادی کا ثبوت ملتا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ کسی ایک جگہ بھی مسلمانوں نے کوئی اشتعال انگیز کارروائی نہیں کی۔ بلکہ ہر جگہ ہندوؤں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے مروجہ قوانین کے ماتحت اپنا فریضہ مذہبی ادا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن باوجود اس کے وہ ہندوؤں کے جوروستم سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور انہیں جان و مال کا سخت نقصان اٹھانے کے علاوہ اپنے مقدس معابد کی بے حرمتی اور تذلیل کا روح فرسا صدمہ بھی اٹھانا پڑا۔

اجودھیا کے مسلمانوں پر المناک مظالم

ہندوؤں کی فتنہ انگیزی۔ اور شرارت کا سب سے زیادہ خمیازہ اجودھیا کے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ جہاں ہندوؤں کے مقابلہ میں ان کی آبادی بہت قلیل ہے۔ اور وہ عام طور پر مفلوک الحال اور فلاکت زدہ ہیں۔ سرکاری بیان مظہر ہے۔ عید سے تھوڑا عرصہ پیشتر یہ پتہ لگا۔ کہ شاہجہان پور جو فیض آباد اور اجودھیا کے درمیان ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ کے مسلمان گائے کی قربانی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور فساد کا خطرہ ہے۔ اس پر زیر دفعہ ۱۰۷ بعض ہندوؤں اور مسلمانوں سے حفظ امن کی ضمانتیں طلب کی گئیں۔ ہندو تو ضمانتیں دے کر رہا ہوگئے۔ مگر مسلمانوں کو ضمانتیں نہ دینے پر جیل میں بھیجدیا گیا۔ اور دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت شاہجہان پور میں گائے کی قربانی کی ممانعت کردی گئی۔ مگر ۲۷۔ مارچ کو جلپانالہ کے مذبح میں گائے کی قربانی کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ جلپانالہ میں ۱۹۱۲ء کے فساد کے بعد عید کے دنوں میں اجودھیا کے مسلمانوں کے استعمال کے لئے مذبح بنوایا گیا تھا۔ ۲۷۔ مارچ کی صبح کو شاہجہان پور کے مسلمانوں نے پولیس کے پہرہ میں جلپانالہ میں گائے کی قربانی کی۔ ڈپٹی کمشنر بھی وہاں موجود تھے۔ جب مسلمان قربانی کرنے کے بعد مذبح سے چلے گئے۔ اور پولیس بھی روانہ ہوگئی۔ تو اس کے فوراً ہی بعد اجودھیا کے ہندو جن میں اکثریت بیراگیوں کی تھی۔ شہر سے باہر آگئے۔ اور مذبح کو آگ لگادی۔ اس کے بعد وہ شاہجہانپور کی طرف گئے۔ جہاں مسلمانوں کی کچھ جھونپڑیوں کو انہوں نے آگ لگادی۔ یہاں سب ڈویژنل افسر اور پولیس نے ان کو منتشر کردیا۔ اور وہ اجودھیا کی طرف چلے گئے۔ ڈپٹی کلکٹر اور پولیس نے ان کا تعاقب کیا۔ لیکن جب وہ پولیس کو دیکھتے۔ تو منتشر ہوجاتے۔ اس کے بعد بیراگیوں نے اجودھیا کی ۴ چھوٹی۔ اور ایک بڑی مسجد پر حملہ کیا۔ اور جب ان کو کافی نقصان پہونچ چکا۔ تو پولیس موقعہ پر پہنچ گئی۔ اس کے بعد فوج بلائی گئی۔ اور پھر کوئی جھگڑا نہ ہوا۔

سرکاری اعلان میں نقصان کی تفصیل یہ دی گئی ہے۔ کہ ۲۔ بوڑھے فقیر ایک مسجد میں اور ایک عورت ہلاک کردی گئی۔ آٹھ مسلمان شدید طور پر زخمی کئے گئے۔ اور ۸۰ مسلمانوں کے مکانات جلادیے گئے۔

کچھ حکام کے متعلق

اگر ان بیانات کو نظرانداز کردیا جائے۔ جو اس واقعہ کے متعلق مسلمان اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جن میں ایک طرف تو جان و مال کا بہت زیادہ نقصان دکھایا گیا ہے۔ اور دوسری طرف ذمہ دار مقامی حکام کے تساہل اور لاپرواہی کا گلہ کیا گیا ہے تو بھی سرکاری اعلان سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ نہایت ہی حیران کن ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس سے ہندوؤں کی وحشت اور بربریت کا کھلم کھلا ثبوت ملتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان درندہ صفت ظالموں نے مذبح کے گرانے اور شاہجہان پور کے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے پر ہی اکتفا نہ کیا۔ جنہوں نے گائے کی قربانی قانون کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے دی تھی۔ بلکہ اجودھیا کے مسلمانوں پر بھی بلاوجہ حملہ کردیا۔ اور ایک مسجد میں گھس کر ۲ مسافروں کو اور راہ چلتی ایک عورت کو قتل کردیا۔ مسجدیں گرادیں۔ اور متعدد مکانات کو آگ لگادی۔ بلکہ اس لئے بھی۔ کہ یہ سب کچھ مقامی حکام کی طرف سے حفظ امن کا انتظام ہونے کے باوجود ہوا۔ اور کئی روز پہلے سے فساد کے خطرہ کا علم ہوجانے کے بعد ہوا۔ اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ جب اجودھیا کے ہندو مذبح کو آگ لگانے۔ اور شاہجہان پور کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ چنانچہ پولیس کے جانے کے جلد ہی بعد انہوں نے آکر مذبح کو آگ لگادی۔ اور پھر شاہجہان پور کے مسلمانوں کے گھروں کو جلانا شروع کردیا۔ تو اس وقت امن کے ذمہ وار حکام کہاں تھے؟ اور کیوں

انہوں نے ایسا انتظام نہ کیا۔ کہ ہندو نقض امن اور قانون کی خلاف ورزی کرنے کے لئے جمع ہی نہ ہو سکتے۔ اور اگر جمع ہو گئے تھے۔ تو مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکتے۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ادھر تو ہندوؤں نے اجودھیا سے باہر نکل کر اودھم مچا دیا۔ اور ادھر شہر کے اندر مسلمانوں کو قتل کرنے اور مسجدوں کو گرانے میں مصروف ہو گئے لیکن پولیس اس وقت تک موقعہ پر نہ پہونچ سکی۔ جب تک مسجدوں کو کافی نقصان نہ پہونچ چکا۔ مسجدیں عام طور پر دوسرے مکانوں سے زیادہ مضبوط بنائی جاتی ہیں۔ اور خاص کر بڑی مسجد جو مسجد بابری کے نام سے موسوم ہے۔ اور جسے بابر بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کی مضبوطی میں تو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ جب ایسی پختہ اور مضبوط مسجد کو بھی ہندوؤں نے کافی نقصان پہونچایا۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ انہیں اس کے لئے خاصہ وقت مل گیا۔ اور وہ کافی دیر تک مصروف غارت رہے۔ جب فساد کا پہلے ہی احتمال پیدا ہو چکا تھا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اس کے انسداد کا پورا پورا انتظام کیا جاتا۔ اور مقامی حکام بہت زیادہ چوکس اور ہوشیار رہتے۔ تا کسی کو امن شکنی کی جرأت نہ ہوتی۔ لیکن افسوس کہ جس پیش بینی کی ضرورت تھی۔ اس کا ثبوت نہ دیا گیا۔ اور آئین کی پابندی کرنے والے بے چارے مسلمانوں پر وحشی اور خونخوار ہندوؤں کو ظلم کرنے کا موقعہ مل گیا ؛

حکومت کا فرض

اب حکومت کا فرض ہے۔ کہ جہاں قانون شکن اور مفسد ہندوؤں کو پوری پوری سزا دے۔ وہاں مسلمانوں کے نقصان کی بھی تلافی کرے اور آئندہ کے لئے ایسا انتظام کر دے۔ کہ ظالم اور جفاکار ہندو آمادہ بفساد ہو کر نہ تو مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان پہونچا سکیں اور نہ انہیں اپنے مذہبی فریضہ کی ادائیگی سے روک سکیں ؛

ہندو لیڈروں کا رویہ

اس جفاکاری اور ستم شعاری کے متعلق ہندوؤں سے ہم کیا کہیں۔ اگر مسلمانوں کے متعلق ان میں انصاف اور رواداری کا کچھ بھی مادہ ہوتا۔ تو آئے دن اس قسم کے المناک حادثات رونما ہی نہ ہونے پاتے لیکن جب وہ اس طرح مسلمانوں کو مرعوب کرنے اور ان کے لئے زندگی کو دشوار بنا دینے پر آمادہ ہوں تو ان سے انصاف کی توقع رکھنا فضول ہے۔ کیسا اندھیر ہے۔ کہ مختلف مقامات کے مسلمانوں پر ہندوؤں کی طرف سے ایک فریضہ مذہبی کی ادائیگی کے باعث ظلم وستم کئے جاتے ہیں۔ اور اجودھیا میں اس ستم کو انتہا تک پہونچا دیا جاتا ہے۔ نہایت بے رحمی سے مسلمانوں کے مکانات جلا دیئے جاتے ہیں۔ نہایت سفاکی سے انہیں زخمی کیا جاتا۔ اور ان کی جانیں لی جاتی ہیں۔ اور نہایت ہی ستم شعاری سے ان کی مسجدیں مسمار کر دی جاتی ہیں۔ لیکن ان ہندوؤں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جو رواداری اور انصاف پسندی کے بلند بانگ دعوے کرتے رہتے ہیں۔ اور کوئی ہندو لیڈر بھی اجودھیا کے ظالم۔ اور جفاکار ہندوؤں کے خلاف ایک لفظ تک اپنے مونہہ سے نہیں نکالتا ؛

ہندو اخبارات کا رویہ

ہندو اخبارات تو اس سے بھی آگے بڑھ کر مسلمانوں کو قصور وار قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (یکم اپریل ۱۹۳۴ء) لکھتا ہے :-

"اب کے بھی عید فساد سے خالی نہ رہی۔ اور ہندوؤں کے پوتر تیرتھ اجودھیا میں مسلمانوں نے گئو ہتیا کر کے فساد کی بنیاد ڈالی پوتر تیرتھوں کو بھی گئو ہتیا کے پاپ سے خالی نہ چھوڑنا بہت رنجدہ ہے"

پوتر تیرتھ اور گئو ہتیا

اوّل تو یہی غلط ہے۔ کہ "ہندوؤں کے پوتر تیرتھ اجودھیا میں مسلمانوں نے گئو ہتیا" کی۔ اجودھیا اور فیض آباد میں قریباً ۵ میل کا فاصلہ ہے۔ ایک دریا کے مشرق میں ہے۔ اور دوسرا مغرب میں۔ اور شاہجہان پور فیض آباد کا ایک محلہ ہے۔ مسلمانوں نے اس سال حکام کے بند کر دینے کی وجہ سے وہاں بھی قربانی نہ کی۔ حالانکہ پہلے وہاں ہی کیا کرتے تھے۔ اور حکام کے فیصلہ کے مطابق جلیانالہ کے مذبح میں قربانی کی۔ جو دریا کے پل کے قریب فیض آباد کی سمت واقع ہے۔ اور پولیس کی نگرانی و ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں کی۔ لیکن اگر اس طرح بھی پوتر تیرتھ اجودھیا میں گئو ہتیا کا اثر پہنچ سکتا تھا۔ اور اس کی وجہ سے گئو پرستوں کو حق حاصل ہو گیا تھا۔ کہ قتل و غارت کا بازار گرم کر دیں۔ تو پھر انہوں نے مسلمانوں اور پولیس میں کیوں امتیاز کیا۔ مسلمان تو ان کے نزدیک اس قدر کشتنی اور گردن زدنی ہو گئے۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے قربانی میں کوئی حصہ نہ لیا تھا۔ انہیں بھی قتل کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ ایک مسلمان عورت کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے سے دریغ نہ کیا گیا۔ لیکن پولیس جس نے اپنی نگرانی میں قربانی کرائی۔ اس کی طرف رخ بھی نہ کیا گیا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ ہندوؤں کو اپنے پوتر تیرتھ کا خیال اسی حد تک ہو سکتا ہے۔ جس حد تک مسلمان ان کے ظلم کا نشانہ بن سکتے ہوں۔ پھر ہندوؤں کے ان ہی پوتر تیرتھوں میں جب روزانہ فوجوں کے لئے گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اس وقت وہ کیوں حملہ آور نہیں ہوتے۔ اور کیوں "گئو ہتیا کے پاپ" کو بخوشی گوارا کر لیتے ہیں۔ کیا اس کی وجہ یہی نہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر اپنے ستم کا نشانہ بناتے ہیں ؛

پھر اگر پوتر تیرتھوں کے قرب وجوار میں بسنے والے مسلمانوں کا گائے کی قربانی کرنا فساد کی بنیاد رکھنا۔ اور ہندوؤں کو اس بات کا حق دینا ہے۔ کہ جو مسلمان ان کے ہتے چڑھے۔ اسے قتل کر دیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں کسی جگہ بھی وہ مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ ہندوستان کو وہ بھارت ماتا کہتے۔ اور "رشیوں کی بھومی" قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ہر جگہ مسلمانوں سے گائے ذبح کرنے کا حق چھیننے کی کوشش کرتے رہتے۔ اور حد درجہ کے مظالم ڈھاتے رہتے ہیں۔

ہندوؤں کی رواداری کی حقیقت

غرض اسی ایک معاملہ سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو ہندوستان میں مسلمانوں کو کس نظر سے دیکھتے۔ ان کے مذہبی فرائض کی ادائیگی کو کہاں تک گوارا کر سکتے۔ اور ان کے ساتھ کس قدر رواداری کا برتاؤ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کاش ان لوگوں میں انصاف کا مادہ ہوتا۔ ان کے حوصلے وسیع ہوتے۔ ان میں دوسروں کا اعتماد حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی۔ تو آج ہندوستان کی بالکل اور حالت ہوتی۔ دور اندیش ہندوؤں کو اس معاملہ کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور ایسے عنصر کو جو مسلمانوں کو ان کے فرائض مذہبی کی ادائیگی سے بجبر روکتا۔ اور ان پر ظلم وستم کرتا ہے۔ سمجھانا چاہیئے۔ کہ اکثریت رکھنے والی قوم کے لئے یہ طریق عمل ہرگز مناسب نہیں ہے۔ اور اگر مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہا۔ تو یہ ناممکن ہے کہ وہ ہندوؤں پر بھروسہ کر سکیں ؛

مسلمانان کشمیر ہوشیار ہوں

مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے لئے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے قیام کے ساتھ ہی ان حلقوں میں ماتم برپا ہو گیا ہے۔ جو چاہتے تو یہ ہیں۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کے متعلق تمام سیاہ وسفید کے اختیارات ان کے قبضہ ہوں۔ مگر عملی طور پر ان کے لئے کچھ بھی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ مختلف طریقوں اور مختلف رنگوں میں مسلمانانِ کشمیر کو باہمی کشمکش میں مبتلا کر کے فتنہ پردازی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے مسلم لیڈرانِ کشمیر کے خلاف بھی بے سروپا الزامات لگا رہے ہیں۔ مسلمانان کشمیر جو باہمی ناچاقی اور اختلاف عقائد کو سیاسیات میں متحد ہونے میں روک سمجھنے کا کافی سے بڑھکر خمیازہ بھگت چکے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ خودغرض اور فتنہ پرداز لوگوں کی شرارتوں کا شکار نہ بنیں۔ بلکہ غور اور تدبر کے ساتھ دیکھیں۔ کہ کون لوگ ان کی حقیقی امداد کر رہے ہیں۔ اور کن پر انہیں بھروسہ کرنا چاہیئے ؛

وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمانان کشمیر کے واحد ہمدرد ظاہر کرنے کے لئے دوسروں پر جھوٹے اتہامات لگانا اپنا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ انہیں بھی چاہیئے کہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھائیں۔ مسلمانان کشمیر اپنی ہلاکت اور بے کسی کی وجہ سے اس قدر ہمدردی اور امداد کے محتاج ہیں۔ کہ ہر شخص کے لئے جو ان کی امداد کرنا چاہے۔ کام کرنے کا وسیع میدان پڑا ہے۔ پس متصادم ہونے کی بجائے اپنے طور پر کام کرنا چاہیئے۔ تاکہ مسلمانان کشمیر کو کچھ فائدہ پہنچ سکے۔ نہ کہ باہمی کشمکش شروع کر دیں۔ [illegible] مسلمانوں کا نقصان ہے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

انسانی قبض اور بسط کی حالت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ مارچ ۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

انسانی فطرت

کچھ ایسے رنگ میں وضع کی گئی ہے۔ کہ وہ یکساں حالت پر نہیں رہتی۔ اس میں لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ کبھی بسط کی حالت آتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک

اڑنے والا پرندہ

ہے۔ جسے اپنی زندگی میں سوائے اڑنے کے اور کوئی چیز پسند ہی نہیں۔ اور کبھی یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ پانی میں بھیگا ہوا کپڑا یا بوجھل لوہا ہے۔ جو بغیر کسی مقابلہ کی کوشش کے اور بغیر کسی جدوجہد کے طبعی طور پر نیچے ہی نیچے چلا جا رہا ہے۔ یہی حالت ہے۔ جسے قرآن کریم نے

قبض اور بسط کی حالت

بتایا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس کو انسانی حالت کے قیام اور روحانی ترقیات کے لئے ضروری چیز قرار دیا ہے۔ ایک زمانہ ایسا تھا۔ جبکہ قرآن نے ان معارف کو بیان نہیں فرمایا تھا۔ اور دنیا کے لوگ خیال کرتے تھے۔ کہ ہر انسان اپنی حالت کے مطابق اپنے درجہ پر قائم رہتا ہے۔ اور کبھی لوگ یہ سننا یا سمجھنا یا اقرار کرنا گوارا نہ کرتے تھے۔ کہ انسانی حالت میں مختلف اوقات میں کبھی

فوقانی اور کبھی تحتانی تغیر

ہوتا رہتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے آکر اس حقیقت کو ظاہر کیا۔ اور اس کے ظہور سے

دو عظیم الشان فائدے

حاصل ہوئے۔ ایک بہت بڑا فائدہ تو یہ ہوا۔ کہ قبض کی حالت میں انسان پر جو مایوسی آتی ہے۔ اس سے قرآن کریم نے بچا لیا۔ دنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے ہوں گے۔ یا کم سے کم ہو سکتے ہیں جن کے متعلق عقلاً یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان پر قبض کی حالت آئے۔ تو ان کو معلوم ہی نہ ہو۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ اور اس حالت کے کیا

اغراض و مقاصد

اور فوائد ہیں۔ وہ گر جانے کے خیال سے

مایوسی کا شکار

ہو جائیں۔ اور اعمال کی کشمکش سے کنارہ کش ہو جائیں۔ لیکن جب قرآن کریم نے ہم کو یہ بتا دیا۔ کہ ہر بسط کے ساتھ قبض ہوتی ہے۔ اور انسانی اعمال اپنے اندر وائبریشن رکھتے ہیں۔ ان کے اندر لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ اور لہر کے معنی اونچے نیچے ہونے کے ہیں۔ تو یہ جانتے ہوئے ہم مایوسی کا شکار نہیں ہو سکتے۔ آج اس زمانہ میں دنیا نے اس صداقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ

انسانی اعمال میں لہریں

ہوتی ہیں۔ بلکہ دنیا میں ہر چیز کے اندر یہ اصل موجود ہے۔ انسان کی بصارت اور شنوائی میں بھی لہریں ہوتی ہیں۔ جس طرح آواز سے پیدا شدہ لہریں ہوا میں تیرتی ہیں۔ جس طرح نظر کی لہریں ہوا میں تیرتی ہیں۔ اسی طرح

انسانی روح

بھی خدا کی طرف لہروں میں پرواز کرتی ہے۔ مگر بوجہ اس کے کہ پرواز اوپر کی طرف ہوتی ہے۔ ہر قبض پہلی سے کم اور ہر بسط پہلی سے زیادہ آتی ہے۔ اسی کی طرف قرآن کریم میں اشارہ کیا گیا ہے اور جہاں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔ وہاں اسے بلندی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کو کسی خاص مقام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نہیں کہ وہ ہمارے سروں کی طرف ہے ہمارے پاؤں کی طرف اس کی حکومت نہیں۔ اگر ایسا ہو۔ تو جس طرف ہمارے سر ہیں۔ اسی طرف اور لوگوں کے پاؤں ہوں گے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ زمین گول ہے۔ تو یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جدھر ایک طرف کے رہنے والوں کے سر ہیں۔ دوسری طرف رہنے والوں کے اسی طرف پاؤں ہوں گے پس اگر اوپر کے معنے سروں کی طرف کے لئے جائیں۔ تو کیا یہ نہ کہا جا سکے گا۔ کہ وہ امریکہ والوں کے پاؤں کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بلندی کی طرف بتانے کے یہی معنی ہیں۔ کہ جو انسان خدا کی طرف پرواز کرتا ہے۔ وہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ اس کی ہر قبض پہلی سے کم اور ہر بسط پہلی سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک انسان اگر زمین سے ایک گز اوپر ہو۔ اور پھر دو گز اوپر ہو جائے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ گو وہ بلندی کی چوٹی تک نہیں پہنچا۔ تاہم اس کی حالت پہلے سے ضرور بلند ہے۔

پس قبض اور بسط کے بتانے سے ایک فائدہ تو یہ ہوا۔ کہ اس سے انسان

اپنے نفس کا محاسبہ

کر سکتا ہے۔ وہ قبض کی حالت سے گھبراتا نہیں۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ حالت تو آتی ہی ہے۔ جو لوگ تیرنا جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے۔ کہ ہر ہاتھ مارنے سے پہلے جسم کسی قدر اونچا ہوتا ہے۔ مگر ایک ہاتھ مارنے کے بعد دوسرا ہاتھ مارنے تک پھر ذرا نیچے چلا جاتا ہے بعینہٖ یہی حالت

روحانی ترقی

کی ہے۔ ہر انسان کو کوشش یہ کرنی چاہیئے۔ کہ پہلی قبض سے دوسری کم اور پہلی بسط سے دوسری زیادہ ہو۔ پس ایک تو اس چیز نے انسان کو مایوسی سے بچا لیا۔ اور دوسرے روحانی ترقی کو لہر کی مانند قرار دے کر بتا دیا۔ کہ کوئی ایک ضرب ایسی نہیں۔ جو اوپر لے جائے۔ بلکہ

ہر ضرب کے بعد

دوسری کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اور جو ایک ہی کو کافی سمجھ لے وہ ناکام رہتا ہے۔

پس یہ روحانی ترقی کا

ایک عظیم الشان گر

بیان کیا گیا ہے۔ جو بتاتا ہے۔ کہ کسی ایک فعل سے خدا نہیں مل سکتا بلکہ مسلسل کاموں سے ملتا ہے۔ ہر ایک فعل ایک حد تک خدا کے قریب کرے گا۔ مگر پھر اس کی روحانیت کو غذا کی ویسی ہی ضرورت رہے گی۔ جیسے صبح کا کھانا کھانے کے بعد شام کو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

صبح کی نیکی

شام کے کام نہیں آسکتی۔ جس طرح صبح کا کھانا شام کے وقت بھوک سے نہیں بچا سکتا۔ بلکہ جس طرح جسمانی غذا میں تسلسل ہے۔ اسی طرح روحانی حالت میں بھی یہ جاری رہنا چاہیئے۔ جس وقت یہ بند ہو۔

وہی وقت انسان کی تباہی کا ہوتا ہے۔ ایک انسان خواہ دس میل تک تیرتا چلا جائے۔ لیکن جب بھی وہ ایک ہاتھ کے بعد دوسرا مارنے کی ضرورت نہ سمجھے گا۔ غرق ہو جائے گا۔ زیادہ فاصلہ طے کر لینا اس بات کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ کہ اب ڈوبنا ممکن نہیں۔ اگر کوئی شخص جو میں اڑ رہا ہو۔ تو وہ ایک میل سے بھی گر سکتا ہے اور دس میل سے بھی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ دس میل اوپر جانے کے بعد اس کے لئے گرنے کا امکان نہ رہے۔ امکان تو ایک میل پر بھی ہے۔ اور دس میل پر بھی۔ البتہ نتائج کے لحاظ سے دس میل سے گرنا ایک میل سے گرنے کی نسبت

زیادہ خطرناک

ہوگا۔

پس یہ دو فوائد ہیں۔ جو اس مسئلہ سے معلوم ہوئے۔ اور اب دنیا عام طور پر اسی طرف مائل ہو رہی ہے۔ کہ ہر چیز لہریں رکھتی ہے جو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ نشیب فراز کو ہی لہر کہا جاتا ہے۔ اور یہ ہر بات میں پایا جاتا ہے۔ اس طرح گویا دنیا نے آج اس چیز کو تسلیم کر لیا جو ہمیں قرآن کریم نے آج سے

قریباً چودہ سو سال قبل

بتا دی تھی۔ ہماری جماعت میں جو کام ہو رہے ہیں۔ ان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ان قوانین کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتے بڑے کاموں میں غلطیاں ہمیشہ

خطرناک نتائج

پیدا کرتی ہیں۔ اگر کوئی ہوائی جہاز سو گز اوپر اڑ رہا ہو۔ تو ممکن ہے چھتری کے ساتھ نیچے کود کر ایک اناڑی آدمی بھی اپنی جان بچا سکے۔ لیکن ایک یا دو میل کی بلندی سے گرنے والے کے لئے چھتری کے ذریعہ بچ سکنا ممکن نہیں۔ چھوٹے کاموں میں بھی بیشک ہوشیاری اور بیداری کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اتنی نہیں جتنی بڑے کاموں میں۔ اور

ہمارا کام

اتنا عظیم الشان ہے۔ کہ انسان اسے اپنی طاقت سے کر ہی نہیں سکتا۔ اگر ظاہری فتوحات ہمارے ذمہ لگا دی جاتیں۔ تو بندوق سے تلوار سوٹے سے یا اگر کوئی چیز بھی ہمارے پاس نہ ہوتی۔ تو ہاتھوں سے یا دانتوں سے کاٹ کر ہی دشمن کو یا تو مغلوب کر لیتے۔ اور یا خود مر جاتے۔ اس میں بہرحال ہمارے لئے کچھ کرنے کی گنجائش تھی مگر ہمارے سپرد جو کام کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم نے

دلوں کے قلعے

فتح کرنے ہیں۔ اور یہ وہ قلعے ہیں۔ کہ کسی کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا کہ ان کا دروازہ کہاں ہے۔ دل کے دروازہ کا پتہ لگنا بہت مشکل ہے۔ اور اس کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس پر خوف سے اثر ہوتا ہے۔ اور کسی پر طمع سے جس کا نام قرآن کریم نے امید رکھا ہے۔ یہ امید بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ اگلے جہان کی امیدیں۔ پھر اس جہان کے متعلق مالی علمی۔ خاندانی وغیرہ وغیرہ پھر ان کی بھی آگے ہزارہا قسمیں ہیں۔ اور کچھ معلوم نہیں۔ کون سی کھڑکی ہے جس سے اثر ہو۔ غرضیکہ یہ اتنا

وسیع اور مشکل کام

ہے۔ جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ کہ انسانی طاقت اسے بخوبی کرنے کی اہل نہیں۔ اور اگر اللہ تعالے کے وعدے نہ ہوتے۔ کہ اس کام کو ہم خود کریں گے۔ تو ہم سمجھتے ہمارے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ اور اس صورت میں ہماری مثال

الف لیلہ کے قصہ

کی سی ہوتی۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ ایک امیر آدمی کے محل کی دیوار پر اس کے نام کا بورڈ لٹک رہا تھا۔ ایک اور شخص جو اس کا ہم نام تھا۔ پاس سے گذرا۔ تو بورڈ دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ یہ شخص بھی میرا ہم نام ہے مگر کیا آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور میں کیسی تکلیف میں ہوں۔ اس امیر آدمی نے بھی یہ بات سن لی۔ اور اسے محل میں بلا لیا۔ بٹھایا نوکروں سے کہا۔ کہ دسترخوان بچھاؤ۔ وہ آتے۔ اور یونہی ہاتھ پھیر کر چلے جاتے۔ اور وہ امیر اس سے کہے۔ کہ دیکھو کیسا اچھا دسترخوان ہے پھر حکم دیا۔ کہ آفتابہ لاؤ۔ اور ہاتھ دھلاؤ۔ وہ پانی بھی ڈالتے۔ مگر اس کے ہاتھوں پر کچھ نہ پڑتا۔ اسی طرح انواع واقسام کے کھانے منگوائے گئے۔ مگر وہ بھی محض مذاق تھا۔ وہ غریب آدمی بھی بامذاق تھا۔ وہ بھی ساتھ ساتھ تعریف کرتا جاتا۔ تو یہی حالت ہماری ہوتی۔ اگر اللہ تعالے کی طرف سے یہ یقین نہ دلایا جاتا۔ کہ یہ کام تم نے نہیں۔ بلکہ ہم نے کرنا ہے۔ یہی وعدہ ہماری ڈھارس بندھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس سال

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر

میں نے احباب کو توجہ دلائی تھی۔ کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات ضرور پڑھنے چاہئیں۔ کیونکہ ان کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا۔ اور ہمت بندھتی ہے۔ وگرنہ ممکن ہے بعض لوگ تھوڑی دیر کے بعد ہمت ہار دیں۔ باوجود اس کے کہ خدا نے اس کام کا کرنا اپنے ذمہ لیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

خدا کی ذمہ واریاں

مشروط ہوتی ہیں۔ وہ کچھ بندہ سے بھی چاہتا ہے۔ اور جتنا کوئی کام اہم ہو۔ اتنی ہی بندہ پر ذمہ واری زیادہ عائد ہوتی ہے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے

مجلس شوریٰ کا قیام

کیا تھا۔ تا اس کام کے لئے جماعت کی تربیت ہو سکے۔ اور وہ اپنی ذمہ واریوں پر غور کر سکے۔ مگر یہ کام صرف افراد کے غور کرنے ہی نہیں چل سکتا۔ بلکہ اس کے لئے

اعمال کی ضرورت

ہوتی ہے۔ مشاورت تو اللہ تعالے نے بعض مفاسد کو رد کرنے کے لئے رکھی ہے۔ وگرنہ اللہ تعالے جنہیں اس کام کے لئے کھڑا کرتا ہے۔ وہ کسی کے مشورہ کے اتنے محتاج نہیں ہوتے۔ جتنے لوگ ان کے مشوروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس سے مقصد تو صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ ان سے مشورہ لے کر ان کے اندر بشاشت پیدا کی جائے۔ وگرنہ جو بات کرنی ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالے انہیں پہلے سے ہی سمجھا دیتا ہے۔ پھر ان کے خلفاء کا بھی یہ حال ہوتا ہے۔ وہ مشورہ کے اتنے محتاج نہیں ہوتے۔ مگر

تربیت کے لئے

اور جماعت کو صحیح طریق پر چلانے کے لئے اللہ تعالے نے یہ ایک رستہ قرار دیا ہے۔ لیکن مشورہ خواہ کتنا اعلے ہو۔ اور اس کا نتیجہ خواہ کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو جب تک ہمارے اندر

ذمہ داری کا احساس

پیدا نہ ہو۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اعمال میں لہریں پیدا ہونی ضروری ہیں۔ اور لہروں کے پیدا ہونے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ نہ سیدھی نیچے جائیں۔ اور نہ سیدھی اوپر حقیقی لہر ہمیشہ اسی صورت میں پیدا ہوگی۔ جب متوازی چلے گی۔ وگرنہ ناقص رہے گی۔ اگر پتھر کی طرح نیچے جائیں۔ تب بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر سیدھے اوپر تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ لہروں کے چلنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ متوازی چلیں۔ بچپن میں بچے ایک کھیل کھیلتے ہیں۔ کہ پانی کے کنارے کھڑے ہو کر اور جھک کر ٹھیکری ہلچ کے ساتھ ساتھ پھینکتے ہیں۔ جو کبھی پانی کے اندر سے کبھی اوپر سے کودتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ اسی حالت میں لہریں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور یہی

ترقیات کی ضامن

ہو سکتی ہیں۔ وگرنہ اگر کوئی نیچے کی طرف جاتا ہے۔ تو وہ کافر ہے۔ اور اوپر تو صرف نبی ہی جا سکتے ہیں۔ درمیان میں وہی لہر والی حالت ہوتی ہے۔ اور وہی

مومن کی حالت

ہے۔ جبتک یہ لہر پیدا نہ ہو۔ اور جب تک ایک ایسا محدود تنزل نہ ہو۔ جس کے بعد لازماً ایک نئی طاقت پیدا ہو۔ اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں اس موقعہ پر بعض مہمان بھی گفتگو سننے کے لئے آ جاتے ہیں۔ مشاورت میں چونکہ نمائندے مخاطب ہوں گے۔ اس لئے دوسروں کے واسطے میں نے یہ خطبہ وقف کر دیا ہے۔ تا سب کو فائدہ ہو جائے۔ ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ اپنے اندر

لہر کی کیفیت

پیدا کرے۔ وگرنہ کام ادھورا ہوگا۔ ہوگا تو ضرور کیونکہ یہ

خدا کا کام

ہے۔ اور اسی نے اسے کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مگر ہمارے لئے

ضروری ہے۔ کہ اپنے اعمال میں استقلال اور حرکات میں لہریں پیدا کریں۔ اور ہر تنزل کو

ترقی کا موجب

قرار دیں۔ حضرت معاویہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ کی صبح کی نماز رہ گئی۔ اس پر آپ سارا دن روتے رہے۔ اگلی صبح خواب میں کوئی انہیں جگا رہا تھا۔ کہ اٹھو نماز کا وقت ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا شیطان ہوں۔ آپ نے کہا۔ کہ شیطان اور نماز کے لئے جگائے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ کل تمہاری نماز رہ گئی۔ تو تم اس قدر روئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ کہ ایک نماز کے رہ جانے کا میرے اس بندے کو اتنا صدمہ ہوا ہے۔ اسے سو باجماعت نمازوں کا ثواب دے دیا جائے۔ آج میں اس لئے جگا رہا ہوں۔ کہ ایک ہی نماز کا ثواب ملے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کل کی طرح سو کا ثواب حاصل کر لو۔ یہ ایک

کشفی نظارہ

ہے۔ جو ایک اعلےٰ روحانیت والے کو نظر آیا۔ یہی حالت ہو۔ تو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ ان کی نماز کا رہ جانا قبض کی حالت تھی۔ مگر آپ نے اسے یونہی نہیں چھوڑ دیا۔ اور یہ خیال نہیں کر لیا۔ کہ خدا نے اس غفلت کو معاف کیا ہے۔ اور یہ میری طاقت سے باہر تھی۔ کیونکہ سوتے ہوئے آدمی کا کیا اختیار ہوتا ہے۔ بلکہ آپ نے ایسی توبہ کی۔ کہ آپ کا قدم پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے کی طرف بڑھ گیا تو حالت قبض کو بھی

ترقیات کا ذریعہ

بنایا جا سکتا ہے۔ اور جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو۔ کوئی جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ کمزوریاں ہونا کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ خطرہ اس بات کا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کمزوریاں ہمیں نیچے نہ لے جائیں۔ اگر

کامل ندامت

پیدا ہو جو اللہ تعالےٰ کی محبت کو کھینچے۔ تو ایسی کمزوری بھی رحمت ہو جاتی ہے۔ پس اس حالت کو اپنے اندر پیدا کرو۔ اسی سے کامیابی ہو سکتی ہے۔ ورنہ چند لوگوں کا مل کر مشورہ کر لینا چنداں نفع نہیں دے سکتا۔ خطبہ ثانی میں فرمایا

دوسرا خطبہ

بھی خطبہ ہی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ

زیادہ اہم خطبہ

ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا اکثر حصہ الہٰی الفاظ میں پڑھا جاتا ہے۔ جو رسول کریم سے مروی ہیں۔ اور جو بہت زیادہ بابرکت ہیں۔ حضرت خلیفہ اول تو ایسے مسائل اکثر بیان فرماتے رہتے تھے۔ میں بھی بتاتا رہتا ہوں۔ مگر بعض لوگ بھول جاتے ہیں بعض نئے آتے ہیں اس لئے پھر بیان کرنے پڑتے ہیں۔ اس خطبہ کے دوران میں ہرگز اٹھنا نہیں چاہیئے امام کے مصلیٰ تک پہنچنے میں جو وقت لگتا ہے۔ وہ کھڑے ہونے اور صفیں وغیرہ

مالابار میں تبلیغ اسلام

الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب نیر مع دو اور اصحاب نے ۱۰ مارچ کو مالابار کے دار السلطنت کالی کٹ میں تشریف لائے۔ مالابار کے مختلف مقامات سے احمدی احباب ان سے ملاقات کرنے کے لئے آئے۔ ساحل مالابار کے جزائر کے چند احمدی اور غیر احمدی احباب اتفاقی طور پر کالی کٹ میں موجود تھے۔ ان کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی کی ملاقات حاصل ہوئی۔ جزائر والوں میں سے دو اصحاب نے بیعت بھی کی۔

۱۲ مارچ کو کالی کٹ ٹاؤن ہال میں انگریزی میں مولانا نیر صاحب کی ایک تقریر ہوئی۔ جس کا ترجمہ ملایالم میں ایک وکیل صاحب نے کیا۔ صدر جلسہ ایک مشہور وکیل تھے۔ مولانا نیر صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی امن کا مذہب ہے۔ اور بتایا۔ کہ اسلام کی ہر بات میں امن ہی امن پایا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کی نعش کی بھی عزت کی تھی۔

بہت سے سامعین کو ہال کے اندر بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اس لئے باہر کھڑے ہو کر سنتے رہے۔ مختلف اخبارات کے رپورٹرز بھی آئے ہوئے تھے۔ دو مقامی اخبارات نے تقریر مختصر طور پر شائع بھی کی۔

مولانا نیر صاحب نے ۱۶ مارچ کا جمعہ بھی کالی کٹ میں پڑھایا خطبہ کا اصل یہ تھا۔ کہ

گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو

خطبہ اس قدر موثر تھا۔ کہ حاضرین کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ بعد ادائے نماز جمعہ کانانور روانہ ہو گئے۔ سٹیشن پر مقامی جماعت کے علاوہ پینگاڑی اور کوڑالی کی جماعت کے احباب بھی مولانا نیر صاحب کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ مقامی جماعت کے سکرٹری صاحب نے نیر صاحب اور سیٹھ محمد اعظم صاحب کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ تمام احباب سے مصافحہ کرنے کے بعد بذریعہ موٹر انجمن کے مکان میں تشریف لے گئے۔ بعد نماز مغرب ایک تقریر انگریزی میں "پوماچی پانڈی کو شالہ" میں ہوئی۔ جس کا ترجمہ صاحب صدر نے کیا۔

۱۷ مارچ پینگاڑی تشریف لائے۔ مقامی جماعت کے احباب نے شاندار استقبال کیا۔ سابق سکرٹری کنجی احمد صاحب نے ہار پہنانے دعا فرمانے کے بعد آپ احمدیہ مسجد میں تشریف لائے۔ اس وقت بعض غیر احمدیوں اور خاصکر مولوی "کنجی" کی پارٹی نے غیر مہذب حرکات کیں۔ بعد نماز عشا انگریزی میں جناب نیر صاحب نے تقریر کی جس کا ترجمہ جناب مولوی عبد اللہ صاحب کرتے رہے۔ لیکن دوران تقریر میں کنجی کی پارٹی نے شور ڈال کر تقریر نہ ہونے دی۔ بہت سے ہندو صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ آخر ہندو صاحبان مولویوں کو برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔ ہندو نوجوان اب بھی خواہش کرتے ہیں۔ کہ پھر نیر صاحب کی تقریر سننے کا موقعہ مل جائے۔

مولویوں نے اسی پر بس نہیں کیا۔ مولانا نیر صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد احمدیوں کو تکالیف پہنچانا شروع کر دیں سوشل بائیکاٹ کیا۔ ان تمام واقعات کے متعلق پولیس تفتیش کر رہی ہے

مولانا نیر صاحب نے ۱۸ مارچ کو دوبارہ کانانور چھاؤنی کے سینما ہال میں انگریزی میں زیر صدارت ایک مشہور ہندو وکیل تقریر فرمائی جس کا ملایالم میں مولوی عبد اللہ صاحب نے ترجمہ کیا۔ صدر جلسہ نے تقریر کو پسند کرتے ہوئے نیر صاحب کی تعریف کی۔ اور بتایا۔ کہ اس طرح کے سنجیدہ اور قابل انسان کبھی کبھی تشریف لا کر تقریر فرمائیں تو امن ہونے میں مدد اور اسلام کے متعلق لوگوں میں جو بدظنی پھیلی ہوئی ہے۔ وہ دور ہو جائے۔

۱۹ مارچ کو جناب نیر صاحب سیٹھ محمد اعظم صاحب اور مسٹر علی اختر عازم حیدر آباد ہوئے۔ الوداع کے لئے احباب کانانور اور کالی کٹ کے سٹیشن پر موجود تھے۔

(خاکسار عبد القدوس احمدی از پینگاڑی)

النبوۃ فی الاسلام ملیالم میں

مولانا مولوی عبد اللہ صاحب کی قابل قدر تالیف النبوۃ فی الاسلام ملیالم زیر طبع ہے۔ احمدی اصحاب کے لئے قیمت پیشگی ایک روپیہ فی نسخہ علاوہ محصولڈاک رکھی گئی ہے۔ غیر احمدی احباب کے لئے قریباً ½ حصہ سے زیادہ رعایت ہوگی۔ پانسو سے زیادہ صفحات ہیں۔ مالی مشکلات کی وجہ سے مطبع سے حاصل کرنے میں دیر ہو گئی ہے۔ ذی استطاعت احباب منگا کر خود پڑھیں۔ یا مالاباری دوستوں کو پڑھنے کے لئے تحفۃً دیں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی بھی ۱۰ ر میں علاوہ محصول اسی کے ساتھ منگالیں۔ ملنے کا پتہ

Janab N. Hamid Sahib Ahmadi
Cannanore Malabar.

(خاکسار عبد القدوس از پینگاڑی)

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور کا اعلان

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کے ممبروں کی خدمت میں اس اعلان کے ذریعہ گذارش کی جاتی ہے۔ کہ ایسے تمام احباب جنہوں نے چندہ گذشتہ مہینوں سے ادا نہ کیا ہو۔ مہربانی فرما کر بقائے صاف کر دیں۔ ورنہ آئندہ ماہ سے ٹکٹ روانہ نہیں کئے جائیں گے۔ (خاکسار محمد ابراہیم ناصر سکرٹری)

مدرسہ احمدیہ میں طلباء کا داخلہ

وہ کیا اسباب اور کیا ضروریات تھیں جن کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ احمدیہ قائم کیا۔ احباب کرام ان کو بخوبی جانتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کے تذکرہ کی ضرورت نہیں۔ میں صرف یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ مدرسہ ان اہم بالشان کاموں میں سے ایک ہے۔ جن کی عالمگیر انقلاب کے لئے ضرورت ہے۔ اس مدرسہ کا مقصد اعلےٰ اشاعت و حفاظت اسلام کے لئے ایک جماعت علماء کا طیار کرنا ہے۔ پس اس کی اہمیت اور ضرورت اظہر من الشمس ہے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ فی زمانہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے۔ ہماری جماعت کو جن مشکلات کا سامنا ہے۔ ان کے لحاظ سے اس مقصد سے غافل ہونا کوئی معمولی بات ہے۔

اگر اسلام کا تحفظ اور اس کی تبلیغ کی ذمہ داری آپ لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ اور یقیناً عائد ہوتی ہے۔ تو اس کی ادائیگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ آپ اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھجوائیں۔

مدرسہ احمدیہ کو بعض خاص خصوصیات حاصل ہیں۔ جن کا مختصراً ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ مدرسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار اور حضور ہی کے منشاء کے ماتحت قائم کردہ درسگاہ ہے۔

۲۔ صرف یہی مدرسہ ہے جس میں علاوہ دینی اور مذہبی علوم کے تمام ان علوم کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ جو دوسرے سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ جس کا یہ فائدہ ہے۔ کہ اگر کوئی لڑکا اس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کوئی امتحان یونیورسٹی کا دینا چاہے تو نہایت آسانی سے دے سکتا ہے۔

۳۔ اس مدرسہ میں موجودہ فلسفہ الٰہیات کے ساتھ علم کلام اور مناظرہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

۴۔ یہ مدرسہ پنجاب یونیورسٹی کی مولوی فاضل کلاس میں شمولیت کے لئے سیڑھی کا کام دیتا ہے۔ اور اس طرح یہ علاوہ عربی کے اعلےٰ امتحان کے انگریزی کے تمام بڑے بڑے امتحانات مثلاً بی۔ اے۔ ایم۔ اے پاس کرنے کے لئے بھی ایک سہل الحصول اور قریب ترین رستہ پیش کرتا ہے۔

۵۔ اس مدرسہ میں کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

۶۔ مدرسہ کا سٹاف اچھا۔ اور طریقہ تعلیم ایسا ہے۔ کہ حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے۔ کہ غبی سے غبی اور کمزور سے کمزور طلباء بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

۷۔ وہ اسلامی مشن جو یورپ اور ایشیا میں قائم کئے گئے ہیں اور جہاں تبلیغ کا عظیم الشان کام سرانجام دیا جا رہا ہو۔ وہاں بالعموم اس مدرسہ کے فارغ التحصیل احباب مبلغین کا کام کر رہے ہیں۔

۸۔ مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنے ان حملوں کی مدافعت کرنے اور اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اسی مدرسہ میں قابل علماء طیار کئے جاتے ہیں۔

غرض یہ مدرسہ جس کی ضرورت اور فائدہ میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں کسی دوست کو اپنے بچوں کو حصول تعلیم کے لئے بھیجنے میں قطعاً تامل نہیں کرنا چاہیئے۔

پس جس قدر جلد ہو سکے۔ اپنے بچوں کو بھیج دیا جائے۔

تعطیلات کے بعد مدرسہ ۹ راپریل ۱۹۳۲ء کو کھلیگا۔

خاکسار:۔ عبدالرحمٰن مصری بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

انجمن اہلحدیث لالہ موسیٰ کا مباحثہ سے گریز

انجمن اہلحدیث کے شائع شدہ اشتہار پر ایک دستی نوٹ انجمن اہلحدیث کی طرف سے لکھا گیا۔ کہ چونکہ جماعت احمدیہ لالہ موسیٰ کے ساتھ شرائط مناظرہ طے ہو چکے ہیں۔ اس لئے ۲۲ اور ۲۳ مارچ کو تین مضامین پر فی مضمون ۲ گھنٹہ مناظرہ ہوگا۔ شرائط کے رو سے پہلا مناظرہ وفات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔ دوسرا صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تیسرا مناظرہ ختم نبوت پر قرار پایا۔ لیکن افسوس کہ اہلحدیث اپنے شائع شدہ پروگرام پر قائم نہ رہے۔ اور احمدی مبلغین کے پہونچنے پر خلاف شرائط رقعہ بازی شروع کر دی۔ ہم حسب شرائط ۳ بجے بعد دوپہر جلسہ گاہ میں پہونچ گئے۔ اہلحدیثوں کے گریز پر ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ یا تو وہ طے شدہ شرائط پر قائم رہ کر مناظرہ کر لیں۔ یا لکھ دیں۔ کہ ہم ان شرائط پر مناظرہ نہیں کر سکتے۔ آخر صدر صاحب نے لکھ دیا کہ چونکہ ہمارا سیکرٹری عالم نہیں۔ اس لئے اس نے غلطی سے شرائط طے کئے ہیں۔ اس کے بعد اہلحدیثوں نے صرف سوا دو گھنٹہ حیات مسیح اور صداقت مسیح موعودؑ پر مناظرہ کرنا منظور کیا۔ اور تین بجکر ۴۰ منٹ پر مناظرہ صداقت مسیح موعود علیہ السّلام پر شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل مناظر مقرر ہوئے۔ اور اہلحدیث کی طرف سے لال حسین اختر۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر زبردست دلائل پیش کر کے لال حسین کو للکارا کہ اگر اس میں ہمت ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دعوے سے پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کرے۔ مگر وہ پہلی ٹرن میں ہی مبہوت ہو گیا۔

آخری ہماری تقریر جو دس منٹ ہونی تھی صرف چار منٹ ہوئی تھی کہ صدر صاحب وغیرہ مولویوں نے شور ڈالدیا۔ اور جلسہ سے اٹھکر نماز عصر کے بہانہ سے چلے گئے۔ دوسری دفعہ حیات مسیح پر لال حسین نے نہایت بے معنی تقریر کی۔ اسی دوران میں اس نے وید فن معی فی قبری سے قبر کے معنے مقبرہ کئے۔ جس پر مولوی محمد سلیم صاحب نے دس روپیہ میز پر رکھ کر کہا کہ اگر لال حسین صاحب قبر بمعنے مقبرہ کسی عربی لغت سے ثابت کر دیں۔ تو یہ روپیہ ان کو انعام دیا جائیگا۔ مگر وہ یہ مطالبہ پورا نہ کر سکا۔ دوسرے روز ہم نے اعلان کر دیا۔ کہ اہلحدیثوں نے ہمارے ساتھ جو مناظرہ دو یوم کرنا منظور کیا تھا۔ وہ اُس سے فرار کر چکے ہیں۔ ہم آج دو بجے کھلے میدان میں ختم نبوت پر تقریر کرینگے۔ اگر کسی اہلحدیث میں طاقت ہے تو ہم ان کو وقت دینگے۔ دو گھنٹہ ہمارے مبلغوں نے ختم نبوت پر تقریریں کیں مگر اہلحدیثوں کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

خاکسار:۔ محمد قاسم جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لالہ موسےٰ

چندہ کشمیر اور احمدیہ جماعتیں

نمائندگان مجلس مشاورت نے چندہ کشمیر کے باقاعدہ ادا کرنے کیلئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد سُن لیا ہے۔ اس ارشاد کی تعمیل نہ صرف نمائندگان پر ہی فرض ہے۔ بلکہ تمام احمدیوں کے لئے لازمی ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ احباب کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ چندہ کشمیر ہر احمدی سے باقاعدہ اور بالشرح لیں ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے وصول فرمادیں۔ اور کسی احمدی کو اس چندہ سے مستثنیٰ نہ کریں۔ اس کے علاوہ دوسرے مسلمانوں سے بھی چندہ کشمیر وصول کیا جائے۔ کیونکہ کشمیر کا کام برابر جاری ہے۔ آج کل چندہ کشمیر کی آمدنی اس قدر کم ہے کہ معمولی ماہواری اخراجات کو بھی کفایت نہیں کرتی۔ پس احباب دوسرے مسلمانوں سے بھی وصولی کے لئے خاص توجہ فرمادیں۔

میاں احمد دین صاحب زرگر نے ماہ مارچ میں ۳۰۰ کی رقم مسلمانوں سے وصول کر کے داخل کی ہے بعض صاحبان اور ان احباب کرام کا جنہوں نے ان کے ساتھ تعاون کر کے چندہ کشمیر کی وصولی میں مدد کی۔ شکریہ ادا کرتے ہوئے جماعتوں کے چندہ کی فہرست ذیل میں دی جاتی ہے۔ اور جماعت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ میاں احمد دین صاحب کی مدد کر کے شکریہ کا موقع دیگی۔

فہرست یہ ہے:۔ جماعت چک ۶/۱۱۰-ل ۵ء، جماعت خانیوال ...

میونسپل کونسل کالی کٹ کا قابلِ تعریف فیصلہ

پچھلے دنوں کالی کٹ میں ایک احمدی کی لاش کو مولویوں نے ہزارہا کی تعداد میں جمع ہوکر قبرستان میں دفن ہونے سے روک دیا تھا۔ اور مقامی حکام بھی ان کی قانون شکنی کا انسداد نہ کرسکے تھے۔ اس کے متعلق کالی کٹ میونسپلٹی کے ۱۵ مارچ کے اجلاس میں یہ معاملہ زیر بحث لایا گیا۔ اس کی جو روئداد کالیکٹ کے ایک انگریزی اخبار میں شائع ہوئی۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:

کالی کٹ میونسپل کونسل کا ایک اجلاس جمعرات کے روز منعقد ہوا۔ صاحب صدر سمیت بیس ممبر حاضر تھے۔ مسٹر ٹی۔ وی سندرا آئر اور مسٹر پی۔ سی۔ اچھو تھان نے کنم پرمبا کے میونسپل مسلم قبرستان میں بعض مسلمانوں کی طرف سے ایک احمدی کی تدفین میں جو روکاوٹ پیدا کی گئی تھی۔ اور جس کے نتیجہ میں لاش کو کسی دوسری جگہ دفن کرنا پڑا تھا کے متعلق بعض سوالات دریافت کئے۔ مسٹر سندرا آئر نے دریافت کیا۔ کہ کیا چیرمین سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ وہ روکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے اس معاملہ میں مداخلت کریں۔ اگر کی گئی تھی۔ تو آپ نے اس میں کیا امداد کی؟

صاحب صدر کا جواب۔ پولیس کے افسروں نے مجھ سے درخواست کی تھی۔ کہ اگر احمدی کی لاش کو میونسپل قبرستان میں دفن کیا گیا۔ تو چونکہ فوری طور پر نقص امن کا اندیشہ ہے۔ اس لئے دوسرے مسلمانوں کے مشورہ کے ساتھ انہوں نے لاش کو ایک دوسری جگہ دفن کرانے فیصلہ کیا ہے۔ اور وہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ میرا جواب یہ تھا۔ کہ میونسپل قبرستان تمام موپلاؤں کے لئے ہے۔ لیکن اگر اس خاص کیس میں احمدی کی لاش کو کسی پرائیویٹ مقام پر دفن کرنا چاہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ میونسپل ہیلتھ آفیسر اس مقام کو اس کے لئے موزوں خیال کرے۔ اس پر ہیلتھ آفیسر اور میں پولیس اور دوسرے مسلمان لیڈروں کے ساتھ اس جگہ پر گئے۔ اور کنم پرمبا قبرستان کے متصل ایک جگہ تجویز کی جسے ہیلتھ آفیسر نے بھی پسند کیا۔ اور جو موپلا لیڈر احمدیوں کو بطور قبرستان استعمال کرنے کے لئے دینے پر آمادہ تھے۔ مگر احمدی لاش کو اس جگہ دفن کرنا نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ کسی دوسری پرائیویٹ جگہ پر دفن کرنے کی اجازت چاہتے تھے۔ چونکہ اس وقت وہ کوئی خاص جگہ متعین نہ کرسکے۔ اس لئے ہیلتھ آفیسر کو واپس آنا پڑا۔ معلوم ہوتا ہے۔ شام کے وقت عوام بھی اس جگہ پر لاش کے دفن کئے جانے پر رضامند ہوگئے۔ جو ہیلتھ آفیسر اور ان کے لیڈروں نے تجویز کی تھی۔ اور بالآخر لاش کو وہیں دفن کیا گیا

سوال اس بات کے پیش نظر کہ کنم پرمبا قبرستان کی مالک اور منتظم میونسپلٹی ہے۔ کیا تمام مسلمان جن میں احمدی بھی شامل ہیں۔ اور جنہیں مدراس اور تمام ہائی کورٹوں نے مسلم تسلیم کیا ہے۔ اور جو مردم شماری اور تمام فرقہ وار امور میں مسلمان شمار کئے جاتے ہیں۔ اس میں اپنے مردے دفن کرنے کے حقدار نہیں ہیں

جواب ہاں حقدار ہیں اور میں نے پارٹی لیڈروں کے سامنے اس کا اظہار کردیا تھا۔ مسٹر پی۔ سی اچھو تھان کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے چیرمین نے بتایا۔ کہ کنم پرمبا قبرستان ایک پبلک قبرستان ہے۔ اور ہر فرقہ کے لئے کھلا ہے۔ اور اب یہ کونسل کا کام ہے۔ کہ اس امر پر غور کرے کہ آیا احمدیوں کیلئے اسے کوئی علیحدہ قبرستان مہیا کرنا چاہیئے۔ یا موجودہ قبرستان کے ایک حصہ کو ہی ان کے لئے مخصوص کردینا چاہیئے۔

اس موقعہ پر ڈاکٹر چیندو نے یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ کنم پرمبا قبرستان کا ایک حصہ احمدیوں کے لئے مخصوص کردیا جائے۔ مسٹر اچھوتھان نے اس کی تائید کی۔ اور مسٹر سندرا آئر نے تائید مزید کی

صاحب صدر نے تجویز کی۔ کہ یہ ریزولیوشن آئندہ میٹنگ پر ملتوی کردیا جائے۔ کیونکہ آج بعض مسلمان ممبر غیر حاضر ہیں۔ لیکن مسٹر سندرا آئر اور مسٹر اچھوتھان نے اس پر زور دیا۔ کہ ووٹ لئے جائیں۔ اس بحث کے دوران میں مسٹر محمد عبدالرحمٰن ہال سے باہر چلے گئے۔ ریزولیوشن کے لئے ووٹ لئے گئے۔ جو کثرت رائے سے پاس ہوگیا

الفضل۔ ہم میونسپل کونسل کے ان فرض شناس ممبروں کے شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے احمدیوں کے لئے قبرستان کا ایک حصہ مخصوص کردیا۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ آئندہ مقامی حکام مولویوں کو کسی قسم کی شرارت کرنے کا موقعہ نہ دیں گے۔

پنجاب میں کالجی تعلیم

از محکمہ اطلاعات پنجاب

پنجاب میں تعلیمی ترقی کی رپورٹ بابت سال ۳۳-۱۹۳۲ء میں کالج کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر بعض دلچسپ مشاہدات بیان کئے گئے ہیں۔ سب سے پہلی بات جو قابل توجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ گو کالجوں کی تعداد وہی رہی جو پہلے تھی۔ لیکن طلباء کی تعداد میں لگاتار اضافہ ہوتا رہا۔ مگر محض تعداد میں اضافہ تعلیمی ترقی کی علامت نہیں۔ کیونکہ امتحانات کے معیار اور بھی کم کردیئے گئے ہیں۔ بی۔ اے کے لئے زائد از ۴۰ فیصدی اور ایف۔ اے کیلئے ۵۰ فیصدی کامیاب طلباء کی تعداد ان امیدواروں کی قابلیت نمایاں طور پر ظاہر کردیتی ہے۔ جو یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایم۔ اے اور ایم۔ ایس۔ سی کے امتحانات میں کامیاب طلباء کی فیصدی بالترتیب ۴ر۹۴ اور ۳ر۷۵ تھی۔ اس ترقی کی زیادہ تر وجہ یہ ہوئی۔ کہ داخلہ سے پیشتر جو امیدوار پوسٹ گریجویٹ تعلیم کے لئے اپنے آپکو پیش کرتے ہیں۔ ان کا نہایت احتیاط کے ساتھ انتخاب کیا جاتا ہے۔ پہلی رپورٹوں میں اس امر پر زور دیا گیا تھا۔ کہ فرسٹ آرٹس اور ڈگری کی جماعتوں کے امیدواروں کے داخلہ کے متعلق بھی اس قسم کا طریق کار اختیار کیا جائے۔ یہ تجویز یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی نے جو حکومت کی طرف سے سال مذکور میں مقرر کی گئی تھی۔ منظور کرلی ہے۔ اور کمیٹی مذکور کی رپورٹ میں یونیورسٹی کی تعلیم کے تمام مسائل پر نہایت احتیاط سے بحث و تمحیص کی گئی ہے علاوہ ازیں کمیٹی مذکور نے اس خیال کی بھی تائید کی ہے۔ جو گذشتہ پانسالہ رپورٹ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ یونیورسٹی میں داخل ہونے کیلئے امتحان میٹرکولیشن کا معیار بالکل غیر موزوں ہے۔ کمیٹی مذکور کی رائے ہے کہ یونیورسٹی کے داخلہ سے پہلے موثر ٹریننگ دینے کے لئے موجودہ طریقوں کو مکمل طور پر تبدیل کردینا چاہیئے۔ کمیٹی کی رپورٹ ابھی تک حکومت پنجاب اور حکام یونیورسٹی کے زیر غور ہے۔ اور ابھی یہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ اس بارہ میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق کیا عملی کارروائی کی جائے گی

انٹرمیڈیٹ کالج

شاہ پور اور لدھیانہ میں انٹرمیڈیٹ کالجوں کو ڈگری کے درجہ تک بڑھا دینے کی وجہ سے اس قسم کے کالجوں کی تعداد میں دو کی کمی واقع ہوئی۔ اور نویں اور دسویں کی جماعتیں جو پہلے ان کے ساتھ ملحق تھیں۔ دوبارہ ہائی سکولوں میں منتقل کردی گئیں۔ مزید برآں یہ بھی تجویز ہے۔ کہ لائل پور اور ملتان کے کالجوں کے متعلق بھی ایسا ہی کیا جائے اسکی کچھ وجہ تو یہ ہے۔ کہ انٹرمیڈیٹ کالجوں میں نویں اور دسویں جماعتوں کے لئے موزوں امیدوار نہیں آئے اور کچھ یہ کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ کوشش کی جارہی ہے۔ کہ پسماندہ رقبوں میں اعلےٰ تعلیم کا حصول [illegible]

مزید آسان بنادیا جائے۔ اس طرح لاہور میں جو طلباء کی بہت زیادہ تعداد پائی جاتی ہے۔ وہ کم ہوجائے گی۔ اور یونیورسٹی کامرز آنرز اور پوسٹ گریجویٹ نصابوں پر زیادہ توجہ دے سکیگا۔ جو ایک یونیورسٹی کے شہر کے جہاں خاص تعلیم کے متعلق خاص سہولتیں پائی جاتی ہیں۔ زیادہ ضروری فرائض میں سے ہے۔

گورنمنٹ کالج لاہور

گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی سرگرمیوں کو بہت سے مفید و کارآمد شعبوں پر وسعت دیکر صوبہ کے دیگر تعلیمی اداروں میں اپنی نمایاں حیثیت کو برقرار رکھا۔ ان میں ایک آنرز کلاس ہے۔ جو اکتوبر ۱۹۳۲ء سے مسٹر اے۔ ایس۔ اے ہیسٹ کی زیر نگرانی قائم کی گئی ہے۔ یہ بھی تجویز ہے۔ کہ جن سرکاری ملازمتوں کی بھرتی کا کام پبلک سروس کمشن انجام دیتی ہے۔ ان کے متعلق اعلےٰ امتحانات کے نئے

وصیتیں

۳۹۱۵ منکہ نور محمد ولد اللہ دتا ساکن چک ۱۷۵ گ ب کرتارپور ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳ ر اپریل ۱۹۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے - میری ماہوار آمد دس روپے ہے میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا - اگر میری آمد بڑھ جائے تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا اگر میرے مرنے سے پہلے کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا ہو - تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی - اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد پیدا یا ثابت ہو - تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی - اگر میں اس نئی پیدا شدہ جائداد میں سے کوئی حصہ یا رقم اپنی زندگی میں ادا کرکے فوت ہو جاؤں - تو یہ اس میں سے منہا سمجھی جائیگی - ۳/۴/۳۳ العبد موصی نور محمد ولد اللہ دتا بھٹی رنگریز چک ۱۷۵ گ ب گواہ شد - سید طفیل محمد شاہ سیکرٹری وصایا ہیڈ ماسٹر ہائی سکول گوجرہ ضلع لائل پور بقلم خود گواہ شد - سردار احمد خاں بی - اے امیدوار ضلعدار نہر گوجرہ ضلع لائل پور -

۴۰۸۶ مسماۃ فاطمہ زہرا زوجہ مولوی ظہور حسین مبلغ قوم راجپوت عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۶/۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں -

میری اسوقت موجودہ جائداد ۱۰ تولہ کا طلائی زیور ہے - اور ۸۰۰ روپے مہر جو کہ میرے خاوند کے ذمہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - علاوہ ازیں میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - جو رقم میں اپنی زندگی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دوں وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی - العبد - فاطمہ زہرا اہلیہ مولوی ظہور حسین مبلغ گواہ شد - ظہور حسین مبلغ گواہ شد - عطا محمد محرر دعوۃ و تبلیغ ۶/۵/۳۴

۳۸۰۶ منکہ شیخ محمد منشی ولد شیخ محمد بخش قوم خوجہ پیشہ تجارت دکان پرچون عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن ٹرپٹی ڈاکخانہ ٹرپٹی براستہ بیاس تحصیل و ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے - نقد ایک سو روپیہ اور مختلف سامان و سودا دکان جس کی قیمت ماہانہ ۱۵ روپیہ ہے لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے - جو کہ اس وقت مبلغ ۲۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ جو جائداد میری بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا - مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء العبد :- شیخ محمد منشی ولد شیخ محمد بخش خوجہ گواہ شد - خداداد ولد نمبردار ٹرپٹی بقلم خود گواہ شد - حکیم محمد فیروز الدین قریشی انسپکٹر بیت المال بقلم خود -

۴۰۹۷ منکہ مسماۃ انور بیگم زوجہ مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل قوم مغل برلاس عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۷/۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں - تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی - میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے - حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو ابھی میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے - زیورات طلائی مالیتی چھ سو روپیہ - العبد :- انور بیگم موصیہ مورخہ ۷ ر جنوری ۱۹۳۴ء گواہ شد :- محمد یعقوب مولوی فاضل شوہر موصیہ مدیر معاون الفضل گواہ شد - مرزا محمد اشرف والد موصیہ ۷/۱/۳۴

۴۱۰۵ منکہ محمد عبداللہ ولد مستری نور احمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۲ء ساکن شاہ آباد ڈاکخانہ خاص تحصیل تھانیسر ضلع کرنال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں -

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے - ایک مکان اور تین کنال زمین واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان جس کی قیمت تقریباً آٹھ ہزار روپیہ ہے لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے - جو کہ اس وقت تقریباً تین سو روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - انشاء اللہ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں - کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا - فقط العبد - محمد عبداللہ بقلم خود وصیت کنندہ گواہ شد - عبدالمجید خاں سول ہسپتال کوئٹہ - گواہ شد :- احمد جان کلرک آرسنل کوئٹہ

۴۱۰۲ منکہ منشی مولا بخش ولد مولوی بوٹے خاں قوم شیخ عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۱ء ساکن مجھو وال ڈاکخانہ رولی تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۱ ر دسمبر ۱۹۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری جائداد ایک مکان قیمتاً تین سو روپیہ واقعہ موضع مجھو وال تحصیل جگراؤں ضلع لدھیانہ کا دسواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں - اور نقد ادا کر دیتا ہوں - اگر کوئی اور جائداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں -

العبد - مولا بخش حال وارد قادیان محلہ دارالرحمت بر مکان مولوی نور محمد اوورسیر نہر - گواہ شد - نور محمد اوورسیر نہر بھتیجا وصیت کنندہ حال وارد قادیان محلہ دارالرحمت گواہ شد - عبدالعزیز پوتہ وصیت کنندہ حال وارد قادیان محلہ دارالرحمت

۴۱۱۵ منکہ محمد رشید خاں ولد میاں خدا بخش مرحوم قوم افغان مہمند پیشہ ملازمت عمر قریباً ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۳۰ ر دسمبر ۱۹۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے - ایک مکان پختہ واقعہ دارالرحمت قادیان جس کی کل قیمت تخمیناً تیرہ سو روپیہ ہے لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۹۵ روپیہ ماہوار ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو کہ بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں - تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا - نوٹ :- مندرجہ بالا جائداد کے علاوہ میرا کیش ڈیپازٹ اور بونس بھی شامل ہے - جو اسوقت تخمیناً چھ ہزار ہے - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں - فقط مورخہ ۳۰ ر دسمبر ۱۹۳۳ء العبد - بقلم خود محمد رشید خاں سٹیشن ماسٹر ریلوے سٹیشن جہیلا ضلع کیمل پور گواہ شد - صاحبزادہ محمد طیب احمدی بقلم خود گواہ شد - محمد حسین برادر حقیقی تاجر مہاجر قادیان

۴۰۹۵ منکہ مسماۃ آمنہ بیگم بنت عبد الصمد صاحب مرحوم قوم راجپوت عمر تخمیناً ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان شریف ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۲۱/۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی - میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے - زیور طلائی دو سو گیارہ روپے زیور چاندی اکیس روپے کل دو سو تیس روپے مہر بذمہ خاوند جناب خانصاحب نیک محمد خان احمدی مبلغ پانچسو روپیہ جو ابتک وصول نہیں ہوا - العبد - آمنہ بیگم ولد عبداللہ صاحب مرحوم بقلم خود گواہ شد - نیک محمد احمدی غزنوی ثم قادیانی گواہ شد - صاحبزادہ سید محمد طیب احمدی بقلم خود ۲۱/۲/۳۴

اراضی برائے فروخت

۱۔ اراضی جو کہ شائع شدہ نقشہ میں ۱۲۰ کنال، ۱۲۱ کنال، ۱۲۲ کنال، ۱۲۳ کنال، ۱۲۴ کنال، ۱۲۵ ۱۷ مرلہ کی ترتیب سے دی ہوئی ہے۔ محلہ دار الفضل میں برائے فروخت ہے۔ یہ رقبہ چاروں طرف سے سڑکوں سے گھرا ہوا ہے۔ جانب جنوب ۲۰ فٹ کی بڑی سڑک ہے۔ نہایت اعلےٰ موقعہ ہے۔ ایک طرف فارم ہے۔ مسجد سٹیشن سکول وغیرہ سے بالکل قریب ہیں۔ کل رقبہ ۶ کنال ہے۔ قیمت فی مرلہ ۵ روپیہ

۲۔ محلہ دارالانوار میں حضرت صاحب کی کوٹھی کے بالکل سامنے ۶ کنال میں سے صرف ۴ کنال اراضی برائے فروخت موجود ہے۔ یہ رقبہ دارالانوار کی سڑک جانب جنوب پر ہے۔ ایک گلی ۲۰ فٹ کی اور بھی دیجائے گی۔ دو کنال سے کم رقبہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔ مکان دارالانوار کمیٹی کے شرائط کے مطابق بنانا ہوگا۔ قیمت فی مرلہ ۲۰ روپیہ

۳۔ جامعہ احمدیہ کے جانب غرب دو سو قدم کے فاصلہ پر دو ٹکڑے برائے فروخت ہیں۔ ایک ٹکڑہ کنال کا ہے۔ دوسرا ۱۷ مرلہ کا ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ محلہ کے نقشہ میں آئے ہوئے ہیں۔ قیمت فی مرلہ ۵ روپیہ

۴۔ محلہ دار الفضل میں فارم کے جانب مشرق۔ ریلوے لائن کے ساتھ دس کنال میں سے دو کنال اراضی موجود ہے۔ دونوں ٹکڑے اکٹھے ہیں۔ ٹکڑوں کے فرنٹ پر ۲۰ فٹ کی سڑک ہوگی۔ قیمت فی مرلہ ۵ روپیہ

خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کریں

خان عبد اللہ خان آف مالیر کوٹلہ محمود آباد فارم میرپور سندھ

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استاذی المکرم حضرت نورالدینؓ شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکے میں نہ پھنس جائے حب اٹھرا مولانا استاذی المکرم نورالدینؓ شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ ۔ علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کے مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کیلئے تیار رہتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

ہومیوپیتھک علاج میں قوت شفا زیادہ ہے

یہی وجہ ہے کہ تمام امراض بسہولیت جلد شفا پاتے ہیں۔ کم خرچ زود اثر مقبول عام ہے۔ جہاں دوسرے علاج ناکامیاب رہتے ہیں۔ ہومیوپیتھک علاج کامیاب ہوتا ہے۔ تجربہ کریں۔ شافی خدا ہے۔

ڈاکٹر ایم ایچ احمدی ہومیوپیتھ چتوڑ گڈھ میواڑ

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔

قیمت معہ محصول صرف (عہ)

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

الفضل میں اشتہار دینے سے کامیابی یقینی ہے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مسلم لیگ کونسل کے اجلاس دہلی کے خاتمہ پر مسٹر جناح نے پریس کے ایک نمائندہ سے کہا کہ لیگ کے اجلاس کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ہندوستان کے مفاد کی باحسن وجوہ خدمتگذاری کرنے میں مسلمان کسی قوم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ اس وقت اہم ترین سوال صرف یہ ہے کہ انہیں یقین دلا دیا جائے۔ کہ جن تحفظات پر وہ زور دیتے ہیں۔ وہ ہندوستان کے آئندہ دستور میں ضرور شامل ہونگے۔ وائٹ پیپر کی تجاویز کے متعلق عدم طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہندوستان کو اس سے بچانیکا واحد طریق یہ ہے۔ کہ ہندو مسلمان متحد ہو جائیں۔ مسٹر جناح نے مسلم لیگ کیلئے پانصد روپیہ چندہ دیا ہے۔

گاندھی جی ۳ ر اپریل کی صبح کو دربھنگے پہنچے۔ شام کے وقت آپ ایک جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ کہ بعض لوگ جو چھوت چھات کے بارہ میں ان کے خلاف تھے۔ سیاہ جھنڈیاں لیکر ان کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے جلسہ گاہ میں آ موجود ہوئے۔

رنگون سے۔ ۳۰ ر مارچ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹا۔ مگر علاج کے باوجود وہ مرگیا۔ اسے کفن وغیرہ پہنا کر قبرستان میں لے گئے۔ لیکن جب قبر میں اتارنے لگے۔ تو اس نے پانی مانگا۔ اس کی آواز سنکر لوگ دہشت کے مارے بھاگ گئے۔ لیکن اس کے باپ نے کفن کھولا۔ اور اس نے پھر پانی مانگا۔ اور پانی پی کر اٹھ بیٹھا۔ اور بات چیت کرنے لگ گیا۔

ماسکو سے آمدہ ایک خبر مظہر ہے کہ ایک شخص گلی میں جاتے جاتے یک لخت گرا اور مرگیا۔ لوگ اسے اٹھا کر ہسپتال لے گئے ایک ڈاکٹر نے اس کا سینہ کھولکر دل کو ننگا کیا۔ اور اس میں ریڈیو کی لہریں داخل کر کے پھر سی دیا۔ اس اثناء میں اس کے بدن میں ٹیکے بھی کئے گئے۔ اس سے مردہ میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اور چند گھنٹے کے بعد اس نے ہوش میں آکر آنکھیں کھول دیں۔

ریاست حیدرآباد میں حکومت ہند سے مشورہ کے بعد دیا سلائیوں پر سوا دو روپے فی گروس کے حساب سے ایکسائز ڈیوٹی لگادی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ نے حال میں مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی کی تصویر آویزاں کرنیکا فیصلہ کیا تھا۔ مگر حکومت نے اس ریزولیوشن کو مسترد کر دیا ہے۔ اور اس کے لئے جو رقم منظور کی گئی تھی۔ اس کی منظوری دینے سے انکار کر دیا ہے۔

مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میرٹھ کے صدر منتخب نواب سر مزمل اللہ خان کا خطبہ صدارت سر عبد القادر نے پڑھا جس میں لکھا تھا کہ ہمارے طریقہ تعلیم کا یہ ایک افسوسناک پہلو ہے کہ تعلیم ایک غیر ملکی زبان کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ جس سے طلباء پر ایک غیر ضروری بار پڑتا ہے۔ ہمیں اپنے تجربہ کے نتائج اور تعلیمی پروگرام پر دوبارہ غور کرنا چاہئیے۔ اور سکولوں و کالجوں کے نصاب میں اس طرز پر تبدیلی ہونی چاہئیے۔ کہ نوجوان سرکاری ملازمتوں پر بھروسہ کئے بغیر اپنے لئے ذریعہ معاش تلاش کر سکیں۔ جب تک موجودہ طریقہ تعلیم میں تبدیلی نہیں ہوگی۔ ملک کی اقتصادی اور سیاسی حالت خراب تر ہوتی چلی جائیگی۔ اور بیکاری میں اضافہ ہوتا جائیگا۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کو زراعتی اور صنعتی تعلیم دلانی چاہئیے۔

ہندو یونیورسٹی بنارس نے الہ آباد سے ۳ ر اپریل کی اطلاع کے مطابق چونکہ بعض ایسے طلباء کو داخل کیا تھا جو سول نافرمانی کے سلسلہ میں سزایاب ہو چکے ہیں۔ اس لئے حکومت ہند نے اس کی گرانٹ بند کرنے کی دھمکی دی ہے۔

مظفر پور کا شہر جو زلزلہ سے تباہ ہو چکا ہے۔ اب اسی ضلع کے ایک موضع چاندپور میں آتشزدگی کا حادثہ پیش آیا ہے جس سے ایک مکان کے اندر ایک آدمی چار لڑکے اور چھ لڑکیاں جل کر راکھ ہو گئیں۔ بہت سی عمارتیں بھی نذر آتش ہو گئیں۔ ریاست بڑودہ کے ایک گاؤں میں ہری جنوں کے محلہ میں آگ لگنے کی خبر بھی موصول ہوئی ہے جس میں دو درجن سے زائد مکانات اور دو بچے جل کر مر گئے۔

پٹنہ سے ۳ ر اپریل کی اطلاع ہے۔ کہ بعض مسلمان ایک شادی کی دعوت کے لئے بھینس ذبح کرنا چاہتے تھے۔ کہ ہندوؤں نے ان پر حملہ کر کے تین مسلمانوں کو ہلاک اور تین کو سخت مجروح کر دیا۔

حکومت ہند نے صوبجاتی حکومتوں کے نمائندوں کی کی جو اقتصادی کانفرنس طلب کی ہے۔ اس کی افتتاحی رسم ۳ ر اپریل کی صبح کو سر جارج شوسٹر نے دہلی میں کی۔ مختلف صوبجات کے تیس ڈیلیگیٹ شامل تھے۔ سر شوسٹر نے اپنی تقریر میں ہندوستان کی عام اقتصادی بدحالی پر تبصرہ کیا۔ اور اسے دور کرنے کی تدابیر پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور زمینداروں کے قرضہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ سر فضل حسین نے کانفرنس کی صدارت کی۔

ڈیلی ٹیلیگراف لنڈن نے ۳ ر اپریل کی اطلاع کے مطابق دہلی میں کانگرسیوں کی کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اس کے فیصلے گاندھی جی کے اقتدار کے خلاف بغاوت ہے۔ اور سوراجیہ پارٹی کے احیاء کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ بائیکاٹ اور سول نافرمانی بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

یوپی کے کانگرسی لیڈر پنڈت سندر لال نے دہلی کانفرنس کے فیصلہ جات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ کہ لاہور کانگرس میں پاس شدہ ریزولیوشن کی موجودگی میں کانگرس کی طرف سے کوئی شخص کونسلوں کے انتخاب میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور کانگرس کا مکمل اجلاس ہی لاہور کانگرس کے ریزولیوشن منسوخ کر سکتا ہے آپ کا خیال ہے کہ کونسلوں میں جانا جنگ آزادی کو کمزور کر دیگا۔

بنگال کے نظم ونسق کی رپورٹ بابت ۳۳-۱۹۳۲ء شائع ہو گئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ اس سال دہشت انگیزی کے جرائم میں کمی واقع ہو گئی۔ لوگوں نے ملزموں کو گرفتار کرانے میں حکومت سے تعاون بھی کیا۔ اگرچہ ایسی مثالیں کم ہیں۔ اس تحریک کو دبانے کی پالیسی آہستہ آہستہ اپنا اثر دکھا رہی ہے۔

وزیر اعظم ریاست کشمیر جموں سے ۳ ر اپریل کی اطلاع کے مطابق دہلی روانہ ہو گئے ہیں۔ اسمبلی کی ساخت و اختیارات وغیرہ کے متعلق حکومت عنقریب ایک اعلان کرنے والی ہے اور اسی سے متعلقہ بعض امور طے کرنے کیلئے آپ دہلی گئے ہیں۔ اور تین چار یوم میں واپس آجائیں گے۔

مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ۳ ر اپریل کو دہلی میں نواب چھتاری کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کانفرنس کے آئندہ پروگرام پر بحث کی گئی۔ اور اخراجات کی نگرانی کے لئے ایک فنانس کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ حکومت فلسطین سے درخواست کی گئی۔ کہ ملک میں یہودیوں کا مزید داخلہ بند کیا جائے فلسطین کے عربوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔

باریسال سے ۴ ر اپریل کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ پولیس نے ایک بنگالی پروفیسر کے مکان پر چھاپہ مارا۔ اور ۴ بم۔ بہت سے کارتوس ۲ خنجر اور ۴ کلہاڑیاں برآمد ہوئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسلحہ ایک اور نوجوان کے تھے۔ جو پروفیسر مذکور کے مکان میں رہتا تھا۔

مسٹر جناح سے دہلی سے ۴ ر اپریل کی اطلاع کے مطابق ہندو لیڈر دونوں اقوام [illegible] کے لئے گفت و شنید کر رہے ہیں پنڈت مالوی سے بھی اس [illegible] میں گفتگو ہو چکی ہے۔ مسٹر جناح کا خیال ہے۔ کہ اب ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا وقت آگیا ہے۔

پیرس سے ۴ ر اپریل کی اطلاع مظہر ہے کہ فرانس کے انقلاب پسندوں نے بلجیم سے ۴ ہزار رائفلیں خریدی ہیں مگر پولیس باوجود انتہائی کوشش کے ان کا کوئی سراغ نہیں لگا سکی۔ وزیر اعظم ڈومرگو کی زندگی سخت خطرہ میں سمجھی جاتی ہے۔ ان کی حفاظت کیلئے ہر وقت ان کے ساتھ خفیہ پولیس کے ۲۸ آدمی رہتے ہیں۔

نیروبی کے ایک ہندو سیٹھ نانجی کالیداس مہتہ نے مختلف ہندو